بسم اللہ الرحمن الرحیم

سودی رقم شرعی فقیر کو دینی ہوتی ہے، تو بیٹا اگر شرعی فقیر ہو تو اسے دے سکتے ہیں؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

میرا سوال یہ ہے کہ سود کی جمع شدہ رقم کو شرعی فقیر کو بغیر ثواب کی نیت کے دینا ضروری ہے، تو اگر کسی شخص کا اپنا بیٹا شرعی فقیر ہو، اس کے پاس کوئی کام کاج نہ ہو، اور نہ نوکری ہو، اور بالکل بے روزگار ہو، تو کیا اسے سود کی رقم دینا جائز ہے؟

جواب

سود حرامِ قطعی ہے، لہٰذا سود لینے والا سچی توبہ کرے، سودی رقم کا حکم یہ ہے کہ حتی الامکان اسے وصول نہ کرے، اور اگر وصول کرچکا ہو، تو اختیار ہے کہ جس سے لی ہے، اسے، وہ نہ رہا تو اس کے ورثا کو واپس کردے، اور یہی بہتر ہے، اور اگر چاہے تو کسی مسلمان شرعی فقیر، جو مستحقِ زکوٰۃ ہو، اس کو بغیرِ ثواب کی نیت کے صدقہ کردے، اس رقم میں اس کے علاوہ کسی اور طرح کا تصرف کرنا جائز نہیں۔
البتہ! جس شرعی فقیر کو یہ رقم دی جائے، وہ اپنے شرعی فقیر رشتہ داروں، مثلاً بہن، بھائی، خالہ، ماموں، چچا، پھوپھی یا ان کی اولاد وغیرہ میں سے بھی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اگر بیٹا شرعی فقیر اور ضرورت مند ہو، تو اسے بھی یہ رقم دی جا سکتی ہے۔
سود کی حرمت کے متعلق قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ﴿وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود۔ (پارہ 03، سورۃ البقرۃ، آیت 275)
حدیث پاک میں ہے "لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم آکل الربا وموکله وکاتبه وشاھدیه" ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے سود کھانے والے، سود کھلانے والے، اس کے لکھنے والے اور اس کی گواہی دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 27، باب الربا، مطبوعہ: کراچی)
امام اہلسنت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: "جو مال رشوت یا تغنی یا چوری سے حاصل کیا اس پر فرض ہے کہ جس جس سے لیا اُن پر واپس کردے، وہ نہ رہے ہوں اُن کے ورثہ کو دے، پتا نہ چلے تو فقیروں پر تصدق کرے، خرید و فروخت کسی کام میں اُس مال کا لگانا حرام قطعی ہے، بغیر صورت مذکورہ کے کوئی طریقہ اس کے وبال سے سبکدوشی کا نہیں۔ **یہی حکم سُود وغیرہ عقودِ فاسدہ کا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں جس سے لیا بالخصوص انہیں واپس کرنا فرض نہیں بلکہ اسے اختیار ہے کہ اسے واپس دے خواہ ابتداء تصدق کردے،** وذلک لان الحرمة فی الرشوة وامثالها لعدم الملک اصلا فھو عندہ کالمغصوب فیجب الرد علی المالک او ورثته ما امکن اما فی الربٰو واشباھه فلفساد الملک وخبثه واذا قد ملکه بالقبض ملکا خبیثا لم یبق مملوک الماخوذ منه لاستحالة اجتماع ملکین علی شیئ واحد فلم یجب الرد وانما وجب الانخلاع عنه اما بالرد واما بالتصدق کما ھو سبیل

سائر الاملاک الخبیثۃ"(ترجمہ: یہ اس لئے کہ رشوت اور اس جیسے مال میں ملکیت بالکل نہ ہونے کی وجہ سے حرمت ہے لہذا وہ مال رشوت لینے والے کے پاس غصب شدہ مال کی طرح ہے لہذا ضروری ہے کہ جس حد تک ممکن ہو وہ مال اس کے مالک یا اس کے ورثاء کو لوٹا دیا جائے ، اور جہاں تک سُود یا اس جیسی اشیاء کا معاملہ ہے اس میں حرمت فسادِ ملک اور خباثت کی بناء پر ہے اور جب ملک خبیث پر قبضہ کرنے کی وجہ سے وہ مالک ہو گیا تو جس سے مال لیا گیا اب اس کی ملکیت باقی نہ رہی ، اس لئے کہ ایک چیز پر بیک وقت دو ملک جمع ہونے محال ہیں لہذا مال ماخوذ کا واپس کرنا ضروری نہیں بلکہ اس سے علیحدگی واجب ہے خواہ اسی کو واپس لوٹا یا جائے یا صدقہ کر دیا جائے جس طرح دیگر املاک خبیثہ کا حکم ہوتا ہے) ہاں جس سے لیا ، انہیں یا ان کے ورثہ کو دینا یہاں بھی اولی ہے کما نص علیہ فی الغنیۃ و الخیریۃ والھندیۃ وغیرھا۔"(فتاوی رضویہ ، ج 23 ، ص 551 ، 552 ، رضا فاؤنڈیشن ، لاہور)

مالِ حرام کے تصدق میں مساکین کا غیر اصول فروع ہونا شرط نہیں، جیسا کہ فتاوی رضویہ میں ہے "مساکین کو دے ڈالے ، بغیر اس کے اس کی توبہ صحیح نہیں ، اور اس میں اس کے لئے حیلہ شرعی بھی نکل آئے گا ، **یہ تصدق کچھ اجنبی مساکین ہی پر ضرور نہیں بلکہ اپنے محتاج بیٹے یا باپ یا بھائی یا بی بی پر بھی کر سکتا ہے۔**"(فتاوی رضویہ ، ج 23 ، ص 555 ، رضا فاؤنڈیشن ، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب : مفتی محمد سجاد عطاری مدنی

فتوی نمبر : WAT-5449

تاریخ اجراء : 12 ربیع الآخر 1448ھ / 24 ستمبر 2026ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net